روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — خطبہ نمبر ۸ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد نمبر ۷۴/۳۹ | منگل ۲۱ رجب ۱۴۰۹ھ ۲۸ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء | نمبر ۵۰

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا سلام بھجواتے ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کو برائیوں کے انسداد کیلئے قائم کیا گیا ہے

اصلاح ہمدردی اور حُسن سے پیدا ہوتی ہے اسکے بغیر بُرائی دُور نہیں ہو سکتی

برائی کے جڑ پکڑنے سے پہلے اس کے انسداد کی کوشش کرنی چاہیئے

بُرائیوں کے خلاف جارحانہ رویّہ اختیار کئے بغیر ان سے بچنا ممکن نہیں

فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ

بتاریخ ۲۸ اخاء ۱۳۶۷ ہش مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن

معاشرتی برائیاں اور انکی اثر انگیزی کی وسعت

حضور نے فرمایا: "گزشتہ دو خطبوں سے مضامین کا جو سلسلہ میں نے شروع کیا ہے اس کا تعلق معاشرتی برائیوں سے ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا معاشرتی برائیاں ماحول میں جب اونچی سطح تک پہنچتی ہیں تو ان کا درمیان میں ایسے خطوں سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو ان برائیوں سے عاری ہوں جب سطح بلند ہوتی ہے تو پھر پانی کناروں سے اچھل اچھل کر ایسی جگہوں پر بھی گرتا ہے جو اس سے پہلے پانی سے محفوظ تھیں۔ اسی طرح درجۂ حرارت کا حال ہے۔ یہ قدرتی عوامل ہیں جن کے خلاف بیدار مغزی سے اور ہوشیار رہتے ہوئے انسدادی کارروائیاں کرتے رہنا چاہیئے۔ معاشرتی برائیاں جو آج دنیا میں پھیل رہی ہیں یہ یوں تو بہت کثرت سے ہیں ہر ایک کا نام لیکر اس کا تفصیلی ذکر یہاں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ برائیاں مشرق میں بھی ہیں اور مغرب میں بھی لیکن نوعیتیں حالات کے مطابق بدل جاتی ہیں۔ بعض چیزیں جو یہاں برائیاں سمجھی جاتی ہیں۔ وہ وہاں نسبتاً کم برائیاں سمجھی جاتی ہیں۔ بعض چیزیں جو وہاں برائیاں سمجھی جاتی ہیں یہاں کوئی بھی اُن چیزوں کو برائی کے طور پر نہیں دیکھتا۔ مثلاً جھوٹ ہے ابھی تک اس معاشرے میں جھوٹ کے خلاف ایک نفرت موجود ہے اور جھوٹ بالعموم اس معاشرے میں نہیں بولا جاتا۔ تیسری دنیا کے ممالک ہیں (جن میں بدقسمتی سے ہندوستان اور پاکستان بھی شامل ہیں) جھوٹ ایک روزمرّہ کی عادت بن چکا ہے۔ ایک ایسی روزمرّہ کی عادت جس کو کوئی نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا گویا کہ معاشرے کا ایک طبعی حصّہ بن چکا ہے۔ اس کے برعکس بعض ایسی برائیاں ہیں جو یہاں چونکہ اس کثرت سے پیدا ہو چکی ہیں اور بہت آگے بڑھ گئی ہیں اس لیے ان کو اب برائیاں سمجھا ہی نہیں جاتا۔ جنسی بے راہ روی ہے۔ مرد اور عورت کا بے تکلّف اور بے روک ٹوک اختلاط ہے۔ اس سے ملتی جلتی اس سے تعلق رکھنے والی اور بہت سی باتیں ہیں۔ شراب نوشی ہے۔ یہ سارے امور ایسے ہیں جو اس معاشرے میں جو مغرب کا معاشرہ کہلاتا ہے نہ برائی سمجھے جاتے ہیں نہ ان کے خلاف کسی تحریک کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ برائیاں بڑی دیر سے اس معاشرے میں قائم ہو کر آگے بچے دے چکی ہیں اور ان برائیوں کے بچے ان برائیوں سے بہت زیادہ خوفناک صورتیں اختیار کر چکے ہیں۔ اس لیے ان کو صرف وہ انتہائی صورت برائی کے طور پر دکھائی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دیتی ہے۔ جو ان برائیوں کی آخری شکلیں ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں ابھی یہ چیزیں نفوذ پکڑ رہی ہیں۔ اس لیے ابھی تک باوجود اس کے کہ اب حالت بعض علاقوں میں بہت خراب ہو چکی ہے پھر بھی یہ برائیاں، برائیاں ہی سمجھی جاتی ہیں

جماعت احمدیہ کے قیام کی ایک غرض۔ معاشرتی برائیوں کا انسداد

سب سے اہم بات اس سلسلہ میں یہ بتانے والی ہے کہ جماعت احمدیہ کو ان برائیوں کے انسداد کے لیے قائم کیا گیا ہے اور جب تک ہم اس معاملہ میں ایک جارحانہ رویہ اختیار نہ کریں ہم اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچا نہیں سکتے۔ جارحانہ رویّہ اختیار کرنے کے متعلق میں نے اس سے پہلے ایک دو سال قبل بعض خطبوں میں جماعت کو نصیحت کی تھی کہ برائیوں کے خلاف جہاد صرف اندرونی طور پر نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ماحول کی برائیاں دور کرنے کی کوشش بھی ضروری ہے۔ اگر آپ ماحول کی برائیوں سے غافل ہو جائیں اور یہ سمجھیں کہ غیر ان بیماریوں میں مبتلا ہیں تو یہ طریقِ عمل خودکشی کے مترادف ہوگا۔ جب تک ہم اس نظر سے معاشرے کی برائیوں کو نہ دیکھیں کہ یہ بدیاں دور کرنا ہمارا کام ہے خواہ اپنوں میں ہوں یا غیروں میں ہوں اور یہ کہ ہم اس مقصد کے پیدا کئے گئے ہیں کہ ہمیں برائیوں کو دور کرنا ہے اس وقت تک ان بدیوں سے ہم خود بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔

احمدی معاشرہ میں برائیاں داخل کرنے کی بیرونی سازشیں

اس مضمون پر میں احادیث نبوی کی روشنی میں پہلے تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں۔ آج میں خاص طور پر بعض برائیوں کا ذکر کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میرا علم ہے یہ برائیاں احمدی معاشرے میں بھی نفوذ پا چکی ہیں۔ اور سرعت کے ساتھ داخل ہو رہی ہیں۔ جو خبریں پاکستان سے ملتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ شہروں میں تو اس پہلو سے بعض جگہ یورپ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ بعض امیر حلقوں میں یہاں تک بات آگے بڑھ گئی ہے کہ باقی ملک جن کو برائیاں سمجھتا ہے ان حلقوں میں اب وہ برائیوں کے طور پر دیکھی نہیں جاتیں کیونکہ ان کا ان برائیوں سے میل جول ہو گیا ہے، بے تکلفی ہو گئی ہے، اب وہ غیر دکھائی نہیں دیتیں، وہ معاشرے کا جزو بنتی چلی جا رہی ہیں، اس پہلو سے احمدی حلقوں میں خصوصیت سے یہ فکر کرنی چاہیئے کہ ہم کب تک ان علاقوں میں ان جزیروں کی صورت میں رہ کر ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں جب تک جارحانہ اقدام نہ کریں اور تمام معاشرے میں بطور مُذَکِّر ان برائیوں کے خلاف عام نصیحت شروع نہ کر دیں اس وقت تک درحقیقت ہم اپنے آپ کو ان بدیوں سے بچا نہیں سکتے مگر ہم یہ نہیں کر رہے۔ جہاں تک میرا علم ہے جماعت احمدیہ کی کوششیں جماعت احمدیہ کے دائرے تک ہی محدود ہیں لیکن غیر یہ کر رہے ہیں اور بالارادہ سکیمیں بنا کر جماعت احمدیہ کے نوجوانوں میں بدیاں داخل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ سب سے زیادہ ربوہ کو اس سازش کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جہاں تک مجھے اطلاعیں ملتی ہیں اور یہ اطلاعیں صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی نہیں باہر سے بھی ملتی ہیں۔ جب میں پاکستان سے رخصت ہو کر یہاں آیا اس کے بعد باقاعدہ سازش کے طور پر بڑی سطح پر ایسی سکیمیں تیار کی گئیں جن کے نتیجے میں ربوہ میں بعض بدیاں داخل کرنے کی عملاً کوششیں شروع ہو گئیں۔ چونکہ بروقت ہمیں ان باتوں کا علم ہو گیا اس لیے دفاعی کوششیں بھی ساتھ جاری رہیں لیکن جو لوگ منظم طریق پر پیسے کی مدد کے ساتھ ......

...اس قسم کے اقدامات کرتے ہیں ان کے ذرائع بہت وسیع ہوتے ہیں اور چونکہ بعض برائیاں ایسی ہیں جو طبعی کمزوری کے طور پر بڑی جلدی انسانی عادتوں میں راہ پا جاتی ہیں۔ اس لیے جہاں تک ظاہری مقابلے کا تعلق ہے ODDS (امکانات) ہمارے خلاف ہیں اور ان کو اس معاملے میں بہت سی فوقیت حاصل ہے نیکی پیدا کرنا UPHILL TASK کہلاتا ہے یعنی جس طرح اونچی سطح کی طرف چڑھنا اور کوشش کرنا بہت محنت چاہتا ہے اور ہمت چاہتا ہے اور صبر چاہتا ہے اس کے برعکس نیچے کی طرف بہنا ایک طبعی امر ہے اور اس کے لیے کسی غیر معمولی جدّوجہد کی ضرورت نہیں لیکن اگر منصوبے بنا کر نیچے کی طرف رُخ کرنے کی کوشش کی جائے تو ظاہر بات ہے کہ تمام عوامل اس کوشش کو کامیاب بنانے میں مددگار ہوں گے پس اس پہلو سے ہمارا کام بہت مشکل ہو جاتا ہے لیکن بہرحال ہم نے یہ کرنا ہے اور ہر قیمت پر اپنے نوجوانوں کو ان بدیوں سے بچانے کی کوشش کرنی ہے۔

آوارگی اور اس میں مضمر خطرات

جو بدیاں بالخصوص اس وقت مجھے راہ پاتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ان میں آوارگی سب سے پہلی چیز ہے۔ آوارگی سے مراد ہے اپنے ذہن کو بعض عیاشیوں کے لیے آمادہ کر لینا اور اجازت دے دینا اور پھر ان عیاشیوں کی تلاش میں سرگرداں پھرنا۔ ہمارے ملک میں یہ بیماری خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی ہے اس لیے کہ وہاں بدارادے کے باوجود عیاشی کے ذریعے اتنی آسانی سے میسّر نہیں ہیں۔ مغربی ممالک میں بدارادے کے ساتھ ہی عیاشی کے ذرائع بھی نسبتاً آسانی سے میسّر آ جاتے ہیں اس لیے جس چیز کو ہم اپنی زبان میں آوارگی سمجھتے ہیں وہ وہاں اور معنے رکھتی ہے یہاں اور معنیٰ رکھتی ہے۔ وہاں آوارگی اس طرح دکھائی دے گی کہ نوجوانوں کی ٹولیاں آپ کو بے مقصد بے وجہ بازاروں میں اور پبلک جگہوں میں گھومتی پھرتی دکھائی دیں گی اور باوجود اس کے کہ ان کا کوئی خاص ارادہ کہیں ڈاکہ ڈالنے کا نہیں ہوتا کسی لڑکی کو چھیڑنے کا نہیں ہوتا لیکن ایک اندرونی بے چینی ان کے اندر دکھائی دیتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کچھ ان کو ملے، وہ چاہتے ہیں کسی طرح وہ تسکین حاصل کریں اس لیے وہ آپس میں خوش گپیاں کرتے ہوئے ایک دوسرے کو بعض ایسے دلچسپ فرضی یا حقیقی واقعات سناتے ہیں جن سے طبیعتیں کسی خاص طرف میلان اختیار کر لیں بعض قسم کی خواہشیں بیدار ہوں اور طبیعت میں زیادہ جوش مارنے لگیں۔ ایسے قصّے بیان کرتے ہوئے وہ پھرتے رہتے ہیں اور جب یہ گروہ زیادہ قوّت پکڑ جاتے ہیں تو پھر دوسرے واقعات بھی شروع ہو جاتے ہیں پھر گزرتی ہوئی بچیوں پر آوازیں کسنا یا اس سے بڑھ کر بعض اور غلط منصوبے بنا کر ان پر عمل درآمد بھی شروع ہو جاتا ہے۔ آوارگی ایک ایسی چیز ہے جو ایک بیدار مغز انسان کو صاف سڑکوں پر کھلی کھلی نظر آ جاتی ہے سوائے اس کے کہ کوئی ارادۃً اپنی آنکھیں بند کرے۔ یہ ایسی بیماری نہیں ہے جو دکھائی نہ دے اور سمجھ میں نہ آ سکے۔ اگرچہ اس پر معیّن ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ "امورِ عامہ" یہ نہیں کہہ سکتی کہ آپ یہاں کیوں پھر رہے ہیں؟ لڑکے کہیں گے ہاں ہم پھر رہے ہیں آپ کو اس سے کیا؟ مگر سمجھنے والا انسان سمجھتا ہے کہ معاشرے میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی ہے، ایک لذّت کی تلاش ہے ایک تسکین کی جستجو لگ گئی ہے جو ان نوجوانوں کو میسّر نہیں آ رہی۔ اس کے بعد ان میں سے کچھ طبقے پھر معین لذتوں کی تلاش میں الگ الگ یا دو دو یا تین تین کی صورت میں گھومتے پھرتے ہیں۔ بعض جگہ اڈے بناتے ہیں اور عموماً یہ اڈے آپ کو بازاروں میں دکھائی دیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بازاروں کے خلاف نفرت کا اظہار فرمایا وہ دراصل اسی وجہ سے ہے۔ آوارگی کا بازاروں سے ایک عام اور گہرا تعلق ہے چنانچہ جنرل مرچنٹ کی دکانیں ہیں یا وڈیوز بیچنے والی یا کیسٹس بیچنے والی دکانیں ہیں یا تصویریں اتارنے والی دکانیں ہیں یا ریسٹورنٹ ہیں۔ ان سب جگہوں میں پھر عموماً یہ لوگ راہ پا کر وہاں موقع کی تلاش میں رہتے ہیں تاکہ کوئی اور بگڑا ہوا مزاج اگر وہاں ہاتھ آ جائے تو اس کے ذریعے پھر اپنے بدتعلقات کو آگے بڑھائیں۔ یہ چیز بھی ایسی ہے جو شاید اس سطح پر معین جرم کے طور پر نہیں پکڑی جا سکتی لیکن جو منتظمین ہیں جن کے سپرد معاشرے کی تربیت ہے وہ اگر آنکھیں کھول کر ان باتوں کو دیکھیں تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چیزیں مخفی پھرتی ہیں، سرِ عام آپ کو یہ باتیں ہوتی دکھائی دیں گی۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض بچیاں بھی بے احتیاطی کے ساتھ بعض دکانوں میں کثرت سے جاتی ہیں اور بے وجہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض لوگ بعض قسم کی فلمیں خریدنے کے لئے یا کرایہ پر لینے کے لئے بعض آڈیو، وڈیو دکانوں پر کثرت سے جاتے ہیں۔ اور پھر کسی جگہ انہوں نے اڈے بھی بنائے ہوئے ہوں گے جہاں جا کر ان کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں گو سطح سے نیچے چلتی ہیں لیکن ان کی علامتیں سطح سے باہر بکھر رہی ہوتی ہیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک سمجھدار انسان ان باتوں کو دیکھ کر معلوم نہ کر سکے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب اس سے نظر غافل ہو جاتی ہے تو پھر یہ بیماریاں اور رُخ اختیار کر لیتی ہیں۔ ایسے لوگوں میں DRUG ADDICTION کے پھیلانے کے بہت زیادہ احتمالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

منشیات کے ذریعہ اخلاق بگاڑنے کا خطرناک منصوبہ

اگر تو طبعی طور پر یہ عوامل آگے بڑھ رہے ہوں تو اس میں وقت لگتا ہے اور تیزی کے ساتھ معاشرہ خراب نہیں ہوتا لیکن اگر اس صورت حال پر بعض فتنہ پرداز گہری نظر رکھتے ہوئے ان برائیوں کو بیرونی مدد دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کریں تو پھر خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ معاشرہ بڑی تیزی سے ان بدیوں کا شکار ہو جائے گا۔ چنانچہ چند سال پہلے بھی میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ ایک جگہ یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ربوہ کے نوجوانوں کو نشہ آور دواؤں کا عادی بنا دیا جائے اور اس کے لئے ان کو شروع میں ایسی چیزیں مفت مہیا کی جائیں، پھر جب وہ ان کے عادی بن جائیں تو پھر رفتہ رفتہ اس "حسن سلوک" سے ہاتھ کھینچ لیا جائے اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان چیزوں کے لئے پیسے مہیا کریں، پھر اس کے نتیجہ میں چوریاں شروع ہوں گی ڈاکے شروع ہوں گے، ایسے گروہ بن جائیں گے جو ہر قیمت پر روپیہ حاصل کر کے اپنی اس عادت کو تسکین دینے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ان اطلاعوں کی توثیق بعض دفعہ اس طرح بھی ہوئی کہ بعض خواتین نے مجھے خط لکھا کہ ہمارا بچہ پہلے تو بے باک ہوا تھا اب حالت یہ ہے کہ گھر کے پیسے چوری نہیں بلکہ زبردستی چھین کر لے جاتا ہے اور بعض دفعہ جب مجھے اکیلا پاتا ہے تو چاقو دکھا کر بھی ڈراتا ہے کہ میں تم پر حملہ کر دوں گا، میں تم سے جس قسم کی بھی مجھ سے ممکن ہے سختی کروں گا مگر ہر طرح تم نے مجھے پیسے ضرور مہیا کرنے ہیں۔ ایسی مائیں بھی ہیں جو ایسی اطلاع دے دیتی ہیں لیکن بہت سی ایسی مائیں بھی ہوں گی جو اطلاع نہیں دیتیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ ہماری عزت پر حرف آئے گا یا اپنے بچوں کی محبت میں اندھی ہو چکی ہوتی ہیں اور ان پر وہ پردے ڈالتی ہیں۔ بعض مائیں ہیں جو بچوں کے باپ کو بتا دیتی ہیں۔ بعض ان سے بھی مخفی رکھتی ہیں یہاں تک کہ بیماری حد سے بڑھ جاتی ہے بہر حال جب ان باتوں کی اطلاعیں ملنی شروع ہوئیں تو جس حد تک بھی ممکن تھا ان کے خلاف انسدادی تدابیر اختیار کی گئیں۔ لیکن اس وقت جو انسدادی تدابیر میرے ذہن میں ہیں ان کا تعلق پکڑ دھکڑ سے نہیں ہے۔ میرے ذہن میں امور عامہ کا جو تصور ہے اور امور عامہ سے مراد صرف نظارت امور عامہ نہیں بلکہ ہر جماعت میں امور عامہ کا شعبہ قائم ہے وہ سیکرٹری جن کا ان کاموں سے تعلق ہے وہ سب اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ آپ کا کام یہ نہیں ہے کہ آپ انتظار کریں کہ یہ بیماریاں بڑھ جائیں اور ضرر رساں حد تک ہو جائیں، ساری سوسائٹی ان کا دکھ محسوس کرنے لگے۔ جو ملوث ہیں وہ تو بہر حال تکلیف اٹھائیں گے جو ماحول ہے بعض دفعہ وہ بھی متاثر ہو کر تکلیف اٹھانے لگ جاتا ہے۔ اس وقت پھر اچانک بعض جگہ بیداری پیدا ہوتی ہے اور کہتے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے، ان کو جماعت سے نکالا جائے، ان کو پولیس میں دیا جائے اور کئی قسم کی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ مگر وہ وقت دراصل اصلاح کا وقت نہیں ہوا کرتا۔ اس وقت معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔

برائیوں کے خلاف انسدادی کارروائیوں کا دینی طریق

(دین۔ ناقل) کا جو تصور قرآن کریم نے پیش کیا اور حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سیرت میں عملی نمونے کے طور پر دکھایا وہ عام دنیا کے مواخذے کے تصور سے بالکل مختلف ہے وہاں برائیاں ابھی جڑ پکڑنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں تو ان کے خلاف انسدادی کارروائی شروع ہو جاتی ہے تذکیر کا تمام نظام جو قرآن کریم میں ملتا ہے اور جس کو ہم نے سنت کی شکل میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں جاری دیکھا ہے وہاں آپ کو کڑوے پھل کا انتظار کرتے ہوئے لوگ دکھائی نہیں دیں گے۔ آپ کو ایسے مدبر دکھائی دیں گے جو یہ نظر رکھتے ہیں کہ بیج کہاں گرا ہے اور وہ کون سی زمین ہے جو اس کو نشوونما دینے کے لئے آمادہ دکھائی دیتی ہے اور وہاں سے اس کی بیخکنی کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ برائیاں نیت پر حملہ کرتی ہیں اور پہلے نیتیں بگاڑا کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں متنبہ فرمایا کہ سب سے پہلے اپنی نیتوں کی فکر کرو۔ اگر تمہاری نیتیں بدل گئیں تو پھر معاملے کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ کئی قسم کی حسین اور خوبصورت واضح مثالیں دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھایا کہ دل جب ایک طرف رخ کرنے کا فیصلہ کر لیا کرتا ہے تو ظاہر میں جسم کا رخ کسی اور طرف بھی دکھائی دے تب بھی بالآخر بات وہیں پہنچے گی جہاں دل نے فیصلہ کیا۔ اس لئے ایک بات سب سے پہلے کھول کر ہمیں اپنے پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ دو ہی رخ ہیں جن کو ہم نے اپنے لئے اختیار کرنا ہے۔ ایک وہ جو حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ ہے جس کے آپ قافلہ سالار ہیں جن کے پیچھے قدم بڑھاتے ہوئے ہم نے آگے خیرات کی طرف بڑھنا ہے۔ اور ایک وہ رخ ہے جو دنیا پرستی کا رخ ہے اس لئے جس معاشرے میں نیتیں دنیا پرستی کی طرف مائل ہو جائیں وہیں سے خرابی کا آغاز شروع ہو جائے گا وہ بالآخر وہیں پہنچیں گے جہاں اس سے پہلے دنیا پرست لوگ پہنچتے رہے ہیں۔

پس اگر رخ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب رہے تو لازماً ہر قدم نیکی کی طرف اٹھے گا۔ برائیاں ہوتے ہوئے بھی اس سفر کے دوران برائیاں جھڑنی شروع ہو جائیں گی، نیکیوں سے عاری ہوتے ہوئے بھی ہر منزل پر آپ اپنے دامن کو پہلے سے زیادہ نیکیوں سے مزین اور مرصع پائیں گے۔ پس رخ کی طرف توجہ دینا بہت ہی اہم کام ہے یعنی ایسے لوگوں کی نیتیں درست کرنا اور مشورے اور محبت کے ذریعہ اور راہنمائی کے ذریعہ ان کو سمجھانا، یہاں سے دراصل ہمارا جہاد شروع ہوتا ہے۔ انتظار کرتے رہنا کہ جرم حد سے بڑھ کر ایک بھیانک شکل اختیار کرے اس وقت تو انسدادی کارروائیاں ہو نہیں سکتیں۔ اگر تعزیری کارروائیاں شروع کی جائیں تو یہ ہمارا کام نہیں ہے اور نہ ہمارا یہ مسلک ہے۔ ہم نصیحت کرنے والوں کی جماعت ہیں اور نصیحت کرنے والی جماعت کو دوسروں پر کچھ فوقیت بھی حاصل ہوتی ہے، کچھ اس کی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ نصیحت ہر منزل پر یکساں اثر نہیں کیا کرتی نصیحت چونکہ زیادہ تر انسدادی کارروائی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بیماری ابھی آغاز میں ہو تو نصیحت کو اس کے اوپر بہت زیادہ رسوخ حاصل ہوتا ہے، بہت زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور جب بڑھ جاتی ہے تو جتنی بیماری بڑھتی ہے اتنی نصیحت نسبتاً کمزور اثر دکھانے لگتی ہے۔ پس بد ہو جانے والے لوگوں کو آپ نیکی کی طرف بلائیں گے تو بہت کم اثر پڑے گا لیکن وہ جو بدی کی طرف رخ کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں ان کو اس وقت سمجھانا اور روک لینا یہ نسبتاً بہت آسان ہے اس لئے شروع سے ہی ان امور کی طرف توجہ ضروری ہے اور پھر اس طریق پر توجہ چاہیئے۔ جو طریق قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔

برائیوں کے انسداد کے لئے نیتوں میں حسن پیدا کریں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... کہ دیکھو حسنات بدیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں۔) پھر فرمایا نیکیوں کے ذریعہ مقابلہ کرو، پھر فرمایا نیکیوں کے ذریعہ بدیوں کا مقابلہ کرو،

حسنات سے کیا مراد ہے؟ یہ ایک بہت ہی حسین لفظ ہے اور بہت ہی وسیع معنی رکھتا ہے اس مضمون میں سب سے پہلے تو یہ بات داخل ہے کہ آپ بدیوں کا مقابلہ درشتی اور سختی سے نہیں کر سکتے بلکہ حسن کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ آپ کے اندر کشش ہوگی تو آپ بدیوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔ آپ کے مزاج میں اگر تیزی اور سختی اور خشونت پائی جائے گی تو آپ درحقیقت مذکر بننے کے اہل نہیں رہتے۔ اس لئے جب آپ ان معاشرتی بدیوں کو دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی نیت کو درست کریں اور اپنی نیت میں حسن پیدا کریں اور ان لوگوں کا درد محسوس کریں جو برائیوں کا شکار ہیں ان لوگوں کے خلاف اگر دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے تو اس نفرت کو دبائیں اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ اپنا ذہن اپنے دماغ کے محدود دائرہ سے نکال کر دوسرے کے دماغ کے دائرہ میں داخل کرنے کی کوشش کریں اور سوچیں کہ وہ کیوں یہ کر رہا ہے، کیا عوامل ہیں جس نے ان باتوں کو اور اس کو مجبور کر دیا ہے، پھر حکمت کے ساتھ رفتہ رفتہ حسن دے کر اس کی بدیوں کے ازالہ کی کوشش کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کی مثالیں میں آگے تفصیل سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

پہلی چیز جو میں بیان کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو پیدا ہوتے دیکھتے ہیں تو لازم ہے کہ اس کے عوامل پر غور کریں کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے ربوہ میں میں قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر بھی رہا ہوں، مختلف جماعتی خدمتوں پر مامور رہا ہوں اور وقف جدید سے تعلق کی وجہ سے سارے پاکستان کے دیہات سے بھی اصلاحی رنگ میں میرا ایک تعلق رہا ہے۔ اس لئے اپنے تجربہ کی روشنی میں بعض باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کام کے دوران مجھے کئی قسم کے لوگ ملے ہیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بعض لوگ کہتے ہیں دیکھو جی یہاں آوارگی پھیل گئی ہے یہ لڑکے اس طرح پھر رہے ہیں اور ان کی طبیعت میں بڑا غصہ اور اشتعال ہوتا ہے کہتے ہیں جماعت کیا کر رہی ہے؟ کیا حال ہو گیا ہے سب کا؟ یہ نسلیں تباہ ہو گئی ہیں اور صدر انجمن میں کچھ نہیں ہو رہا اور وکلاء تحریک جدید کچھ نہیں کر رہے، ان کو بس اپنی چائے پینے سے کام ہے اور پتہ ہی کچھ نہیں کہ یہاں کیا حال ہو گیا ہے - اس قسم کے تبصرے بھی آپ کو سنائی دیتے ہیں اس کے برعکس بعض اس قسم کے لوگ ہیں جو برائیوں کو دیکھتے اور خاموشی سے گھر میں چلے جاتے ہیں اور گھر میں بیٹھ کر یہ باتیں کرتے ہیں کہ معاشرہ خراب ہو رہا ہے، کوئی حال نہیں رہا اور لوگ گندے ہوتے چلے جا رہے ہیں - یہ دونوں قسم کے لوگ نصیحت کے لحاظ سے بیکار اور بالکل بے معنی ہیں - سب سے پہلی بات اس ضمن میں سوچنے کے لائق یہ ہے کہ پہلے لوگوں کا بھی ان بیماروں سے تعلق کٹ گیا کیونکہ وہ نفرت کا شکار ہو گئے اور دوسری قسم کے لوگوں کا بھی ان بیماروں سے تعلق کٹ گیا کیونکہ وہ اس جدوجہد سے علیحدہ ہو گئے اور اپنے گھروں کے آرام خانوں میں وہ گویا اس سے بے نیاز ہو کر بیٹھ گئے کہ وہاں کے بازاروں میں کیا ہو رہا ہے - پھر ایسے تبصرے بھی آپ کو سنائی دیں گے کہ جی یہ لوگ وہاں بیٹھتے ہیں، وہاں بیٹھتے ہیں مجلسیں لگاتے ہیں اور ایسے تبصرے بھی سنائی دیں گے کہ ان کی مجلسیں توڑ دی جائیں، ان کو ربوہ سے نکال دیا جائے، ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے - حالانکہ ایسے تبصرے کرنے والے بسا اوقات متمول لوگ ہوتے ہیں اُن کے گھروں میں ایسی آسائشیں میسّر ہوتی ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں مجلسیں لگاتے ہیں راتوں کو دیر تک بیٹھتے ہیں اور ان کے رشتہ دار وہاں اکٹھے ہوتے ہیں چائے پی جاتی ہے گپیں ماری جاتی ہیں ہر قسم کے تبصرے ہوتے ہیں ان کو اپنی وہ حالت دکھائی نہیں دے رہی ہوتی اور بازار میں کچھ غریب نوجوان دکھائی دے رہے ہوتے ہیں جو ان کے نزدیک نہایت آوارہ اور غیر ذمہ دار اور بے راہ رو ہیں ان کا کوئی حق نہیں کہ کہیں اکٹھے بیٹھیں - غور کرنا چاہیئے سوچنا چاہیئے کہ آخر کیوں ایسا ہو رہا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی طبعی دلچسپیوں کے لئے کوئی نکاس کی راہ نظر نہیں آتی - ہر انسان میں ایک جذبہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ تسکین حاصل کرے لذت حاصل کرے اپنی تھکاوٹ کو دور کرے اگر کسی غریب کے گھر میں ایک کمرہ ہے اور وہیں اس کے ماں باپ اور بہن بھائی رہتے ہیں تو اپنے گھر میں بیچارا کیسے مجلسیں لگا سکتا ہے وہ اپنے جیسے غریبوں کو لے کر باہر بازاروں میں نکلے گا کہیں برف والے کے پاس کھڑا ہو جائے گا کہیں کباب کی دوکان پر کہیں کسی مٹھائی کی دکان پر پھر وہاں سے عورتوں اور لڑکیوں کو گزرتے دیکھے گا کچھ پردہ دار ہوں گی کچھ نے بے احتیاطی کی ہوگی پھر ان پر اس کی نظریں پڑیں گی اور اس کی جو تعلیم اور تربیت ہے جو گھروں میں عموماً شروع ہوتی ہے اس کا پس منظر بھی آپ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اکثر ایسے نوجوانوں کے ماں باپ خود تربیت کے محتاج ہوتے ہیں اور معاشرے کی وجہ سے یا اقتصادی کمزوریوں کی وجہ سے یا تو انہوں نے تعلیم ہی حاصل نہیں کی ہوتی یا ایسے گھروں میں پرورش پائی ہوتی ہے جہاں کہ خفگی روزمرہ کی عادت ہے، خاوند کی بیوی سے بدسلوکی بیوی کی خاوند سے بدسلوکی یہ روزمرہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں - ایسے گھروں میں پلنے والے ان بچوں کو محض قصوروار قرار دے کر ردّ کر دیں اور یہ سمجھ لیں کہ ناظر امور عامہ تھانیدار بن کر ہر وقت ان بچوں کے خلاف کارروائیاں کرتا رہے گا یا ان کو خدام الاحمدیہ پکڑ کر بدنی سزائیں دے گی یا اور کئی قسم کی تعزیری کارروائیاں ان کے خلاف کی جائیں گی یہ درست بات نہیں ہے اس صورت میں آپ کی سوچ ہی بگڑی ہوئی ہے -

اصلاح ہمدردی اور حسن سے پیدا ہوتی ہے

قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ اصلاح ہمدردی اور حسن سے پیدا ہوتی ہے حسن کے بغیر برائی دور نہیں ہو سکتی - اور یہ ردِّ عمل جس کی مثال میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے یہ حسین ردِّ عمل نہیں ہے - یہ ایک ظالم ردِّ عمل ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے - اس لئے سب سے پہلے توجہ تربیت کے ذمہ دار ہیں ان کی تربیت ضروری ہے - ان کو خود اپنی تربیت کرنی چاہیئے، اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے، اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے جب وہ نظارے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ان بچارے نوجوانوں کے لئے ہمدردی پیدا ہوتی ہے یا نفرت پیدا ہوتی ہے - اگر نفرت پیدا ہوتی ہے تو وہ لوگ خود بیمار ہیں ان بیچاروں کی کیا اصلاح کریں گے - پھر جب آپ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ وڈیوز لے کر جاتے ہیں (ہندوستان کے گانوں کی فلمیں یا یورپ کی بعض فلمیں) اور اکٹھے ہو کر کہیں دیکھتے ہیں تو بعض لوگوں کو آگ لگ جاتی اور غصہ سے کہتے ہیں کس قدر تباہی پھیل گئی ہے، اڈے بنے ہوئے ہیں، امور عامہ کچھ نہیں کر رہی، خدام الاحمدیہ کچھ نہیں کر رہی، انصار اللہ کچھ نہیں کر رہی، صدران محلہ بے پرواہ ہیں - وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان میں سے جو متمول ہیں ان کے گھروں میں بھی ٹیلیویژن ہیں ان کے گھروں میں بھی سہولتیں ہیں ان کی کمزوریوں پر ان کے حالات نے پردہ ڈالا ہوا ہے ان کی اقتصادی حالت نے پردہ ڈالا ہوا ہے اور وہ لوگ بھی گھر میں روزانہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور ان سے زیادہ کرتے ہیں جن بچاروں کو کبھی مہینے میں ایک دفعہ کوئی وڈیو مل گئی - پھر وہ لوگ جب گلیوں سے گزر رہے ہوتے ہیں کہیں سے گانے کی آواز آ رہی ہوتی ہے بعض لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں کہ دیکھو جی یہاں ربوہ میں گانے گائے جا رہے ہیں اور بہت سے ایسے گھر بھی ہیں جو اتنے وسیع ہیں کہ ان کے گھروں کے گانوں کی آوازیں باہر نہیں جاتیں - بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کو ایسی نئی قسم کی بجلی کی مصنوعات میسّر ہیں کہ کانوں میں اس کی ایک تار کی ٹوٹی دے دی اور کسی کو بھی آواز نہیں جائے گی وہ آرام سے بیٹھے جو مرضی سنتے رہیں - تو حقیقت پر نظر رکھے بغیر محض تنقید سے اصلاح نہیں ہو سکتی - یہ ٹھیک ہے کہ گانوں کے اوپر کسی زمانے میں جماعت میں بہت سختی ہوا کرتی تھی اور بعض لوگ ان میں سے ایسے ہیں جن کو قادیان کے وہ زمانے یاد آ جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ دیکھو جی قادیان میں فلاں جگہ گانے کی آواز آئی تھی تو امور عامہ نے یہ کام کیا تھا ان کو گھروں سے نکال دیا تھا، دکانیں بند کروا دی تھیں - لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ وہ کون سا ماحول تھا اور یہ کون سا ماحول ہے وہ حضرت (بانیٔ سلسلہ - ناقل) کے تربیت یافتہ (رفقاء - ناقل) کی نسلیں تھیں جن کے والدین نے اپنے گھروں میں سوائے تلاوت یا پاکیزہ نظموں کے کچھ بھی نہیں سنا ہوا تھا - ان کی نسلیں جب نرمی اختیار کر رہی تھیں تو اس سے ماحول میں بہت اجنبیت پیدا ہوتی تھی اور ہندوستان کے معاشرے کا جو دوسرا ماحول تھا وہ بھی اتنا بد نہیں تھا - اب صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے ان میں سے بہت سے نوجوان جو آج ہمارے شہروں میں یا محلوں میں آباد ہیں جو احمدی بھی ہیں ان میں سے بھاری اکثریت ایسی ہے جنہوں نے اعلیٰ بزرگوں کی تربیت حاصل نہیں کی - ربوہ میں بھی ارد گرد سے، صرف ارد گرد سے نہیں بلکہ سارے پاکستان سے بلکہ اس سے باہر سے بھی بہت سے ایسے لوگ ربوہ میں جا کر آباد ہوتے ہیں جن کا اپنا تربیتی پس منظر بہت کمزور ہے - ایسے لوگ جو مشرقی افریقہ سے وہاں گئے یا انگلستان سے گئے یا اور دوسرے ملکوں سے گئے انہوں نے اپنے ماحول میں اُس سے بہت زیادہ گانے سنے اور رقص و سرور دیکھے فلمیں، روزمرہ چلتی دیکھیں اور ان کے نزدیک یہ کوئی برائی نہیں تھی - وہ یہ ساری چیزیں نہ سہی ان میں سے کچھ چیزیں لیکر ربوہ پہنچ گئے - پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اقتصادی بدحالی کی وجہ سے بہت سے آراموں سے یہ لوگ محروم ہیں نہ ان کے گھروں میں پنکھے ہیں نہ ان کے گھروں میں علیحدہ بیٹھنے کی جگہیں ہیں نہ ان کو اچھا کھانا میسّر ہے ان بیچاروں کی عیاشی کی انتہا یہ ہے کہ اچھے گانے سن لیں اور جب وہ سنتے ہیں تو آپ لوگ ان کو ایسی غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں، ذلیل لوگ ہیں، انہوں نے ساری دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور جماعت احمدیہ کے اوپر داغ لگ گئے، ان کو زبردستی جس طرح جراح گندے عضو کو کاٹ کے پھینکتا ہے ان کو کاٹ کر اپنے معاشرے سے الگ کر دو - یہ غیر حقیقی باتیں ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خود ایک تصنّع کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور تصنّع کی حالت میں سوچ رہے ہیں - ان سب لوگوں کی مجبوریوں اور تکلیفوں پر نظر رکھنا ضروری ہے کہ وہ تکلیفیں اصل بیماریاں ہیں وہ ناداری کی حالتیں اصل بیماریاں ہیں - ان معاملات میں آپ ان سے ہمدردی نہ رکھیں اور بیچارے اپنے معصومانہ رنگ میں تھوڑا سا بھی اپنے دل کی تسکین کا سامان پیدا کریں تو آپ غیظ و غضب کا شکار ہو جائیں یہ ہے اصل روحانی بیماری جو آپ کو لاحق ہے - اس لئے سب سے پہلے تو اصلاح کرنے والوں کو اپنے نفس کی اصلاح کرنی

Digitized By Khilafat Library Rabwah

چاہیئے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ربوہ میں میں نے اپنی مجلس عاملہ انصاراللہ کو کہا کہ بہت سارے لڑکے ہیں بیچارے جو آوارگی کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں اور ان کے متعلق لوگ شکایتیں کرتے ہیں تو کیوں نہ ہم یوں کریں کہ اپنی ذمہ داری یہ کرلیں کہ ہم میں سے ہر ایک، ایک یا دو یا تین کو خصوصیت کے ساتھ اپنا دوست بنانے کی کوشش کرے گا، ان سے وہ تعلق رکھے گا، ان کے مسائل سنے گا ان کے دکھوں کو اپنانے کی کوشش کرے گا، اپنا سکھ ان کے ساتھ بانٹنے کی کوشش کرے گا۔ اور دیکھیں تو سہی کہ پھر کیا نظر آتا ہے۔ چنانچہ ہم میں سے جس نے بھی اس نصیحت پر عمل کیا اس کی اپنی حالت بدل گئی"۔ بعض نے مجھے بتایا کہ بڑے دردناک حالات ہیں ہم جب ان کے پاس بیٹھے ان کو چائے پہ بلایا۔ اوّل تو وہ حیران رہ گئے کہ لوگ تو ہمارے منہ پہ تھوکا کرتے تھے کہ یہ کون خبیث انسان ہے اور یہ اچھا بھلا معزز شریف آدمی ہمیں اپنے گھر چائے پہ بلا رہا ہے۔ کہتے ہیں اسی احسان کے سلوک نے ان کی حالت بدل دی پھر جب انکے حالات معلوم کئے تو پتہ لگا کہ بہنوں کا یہ حال ہے، فلاں بھائیوں کا یہ حال ہے، ماں باپ کی اس طرح ناچاقی ہے، گھر میں غربت کا یہ ماحول ہے، یہ تنگیاں ہیں تو بجائے اس کے کہ ایسے شخص سے وہ نفرت کرتے ان کے لئے ان کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی، محبت پیدا ہوئی، ان کے لئے کئی ایسے اقدامات کا موقعہ ملا جو اپنے کمزور بھائی کے لئے ایک نسبتاً متمول بھائی کیا کرتا ہے۔ حسب توفیق ان کو ان کی خدمت کی توفیق ملی۔ اور بعض ایسے نوجوان بھی تھے جن کے متعلق میرے پاس رپورٹیں یہ آتی تھیں کہ یہ اتنے گندے ہو چکے ہیں کہ اس لائق نہیں کہ ان کو ربوہ میں ٹھہرنے دیا جائے ان کے اندر سے بڑے بڑے پیارے نوجوان پیدا ہونے شروع ہو گئے۔

اصلاح کا منبع آپکا دل ہے

پس اصلاح کا جو منبع ہے وہ آپکا دل ہے۔ آپ کے دل میں اگر حسن ہو گا تو آپ اصلاح کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے (بدیوں کا نیکیوں سے مقابلہ کرنے کا ارشاد۔ ناقل) فرمایا ہے۔
سختی کے ذریعہ بدی کو روکنے کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا ہاں حسن کے ذریعہ برائی روکنے کا حکم ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن کی آماجگاہ تھے۔ ایک حسن کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس کو خدا نے یہ طاقت ودیعت کی تھی کہ ہر بدی پر اپنے حسن کی موجوں کے ذریعہ غالب آجائیں۔ پس ہم نے اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ اختیار کرنا ہے۔ (بہترین امت۔ ناقل) بننا ہمارے مقدر میں ہے تو ہم لازماً بنیں گے اور اس سنت کی برکت سے ہم برائیوں پر غلبہ پا جائیں گے لیکن اگر مغرب کی سنت اختیار کریں یا دنیا داروں کی اختیار کریں اور دعوے یہ کریں کہ ہم نے برائیوں کا قلع قمع کرنا ہے تو یہ ایک جھوٹی بات ہے، ایک حمقاء کی جنت ہے جس میں آپ بستے ہیں۔ اس لئے ان چیزوں کی طرف حکمت سے توجہ کریں اور مزید معلوم کریں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو ان نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں اور ان عوامل کو دور کرتے یا اچھے عوامل کے ذریعہ ان کو REPLACE کرنے یعنی ان کو رفتہ رفتہ اسطرح دور کرنے کی توفیق پائیں کہ اچھی چیز دیں تب بری چیز باہر نکلے۔ خالی برائیوں کو دور کرنے کا تو کوئی تصور قرآن کریم میں نہیں ہے۔ خلاؤں کو بھرنے کا تصور ہے خلاء پیدا کرنے کا کوئی تصور نہیں اور نہ خلاء ہوا کرتا ہے، دنیا میں حقیقت میں بدی تب جگہ چھوڑے گی اگر کوئی اور طاقتور چیز اس کی جگہ داخل ہو جاتے گی اور اس کو دھکیل کر باہر نکال دے گی۔ قرآن کریم فرماتا ہے ..... حسن میں یہ طاقت ہے اور حسین چیزوں میں یہ طاقت ہے کہ وہ بدیوں کو دھکیل کر باہر نکال دیں۔ اس لئے آپ کو ایسی طاقتور خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنی ہوں گی اور ایسے طاقتور حسین ذرائع اختیار کرنے ہونگے جن کے ذریعہ بدیاں لازماً ان جگہوں کو چھوڑ جائیں اور وہاں آپ کا حسن داخل ہونا شروع ہو جاتے۔ اس سلسلہ میں میں نے کئی قسم کے معاملات یعنی کئی قسم کی بدیوں پر غور کیا مثلاً گانا بجانا اور اس قسم کی چیزیں ہیں۔ آپ ساری دنیا میں یہ بات دیکھیں گے (یہ صرف مشرق کی بات نہیں پاکستان کی بات نہیں، ربوہ کی بات نہیں) کہ رفتہ رفتہ مذاق بدل رہے ہیں اور مذاق زیادہ مادہ پرستی کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب کہ ایک شاعر کا کلام ایک انسان کے دل میں وہ جذبات انگیخت کر دیا کرتا تھا جو اب عام نغمے بھی نہیں کرتے بلکہ اس کے لئے پاپ میوزک کی ضرورت پیش آتی ہے۔ رفتہ رفتہ مذاق بگڑے ہیں اور مادیت کی طرف زیادہ میلان ہوتا چلا گیا ہے۔ مذاق اگر لطیف ہوں تو ایک اچھا کلام ایک اچھا ادب پارہ انسان کے دل اور دماغ میں ایسا تموّج پیدا کر دیتا ہے کہ دنیا میں جو عام میوزک کے شیدائی ہیں نغموں کے شیدائی ہیں وہ ان لذتوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے مذاق کی صحت اور درستی کی طرف توجہ بہت ضروری ہے۔ اگر آپ جائزہ لیں گے۔

معاشرہ کی اصلاح کیلئے مذاق کی اصلاح ضروری ہے

مثلاً خصوصیت سے پاکستان کا جائزہ لیں گے تو آپ وہاں بھی یہ محسوس کریں گے کہ پرانی نسلوں کا ادبی معیار بلند تو تھا۔ جو پہلے زمانے کے لوگ تھے یا بچے پڑھا کرتے تھے ان کے سکولوں میں بھی اور سکولوں سے باہر بھی ادبی ذوق و شوق کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ادبی ذوق و شوق کا ماحول تھا اور شعر و شاعری کا ماحول تھا۔ وہ شعر و شاعری اُس زمانے میں بعض نیک لوگوں کو بہت ہی بُری لگا کرتی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ لڑکے شعر و شاعری کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ لیکن آج کے ماحول میں اگر دیکھیں تو وہ شعر و شاعری کے ماحول میں پلنے والے لوگ پاپ میوزک کے شیدائیوں کو پاگل سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تباہ ہو رہے ہیں۔ تو یہ نسبتی چیزیں ہیں۔ اور ان کے عوامل پر آپ غور کریں تو آخری تان اس بات پر ٹوٹے گی کہ معاشرے کا مذاق بعض مطالبے کرتا ہے۔ اگر آپ نے مذاق کی اصلاح نہ کی اور مطالبوں کی راہ میں کھڑے ہو گئے تو آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مذاق بلند کریں اور مذاق کے مطالبے پورے کریں یہ دو چیزیں اکٹھی ہونا ضروری ہیں۔ اب آپ یہاں انگلستان کے معاشرے کو دیکھ لیں اس کا مقابلہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے سے کریں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ انگریزوں کی بھاری تعداد اس زمانے میں کتابیں پڑھنے کی عادی ہوتی تھی اور ان کا جو سکون کا تصور تھا وہ یہ تھا کہ ہر شخص جب وقت ملتا کتاب لے کر الگ بیٹھ جاتا اور اگر شعروں کا شوق ہے تو شعروں کی کتاب اٹھا لی یا ادب کا شوق ہے تو ادب کی کتاب لے لی۔ ناول کا شوق ہے تو ناول اٹھا لیئے۔ بہرحال ہر شخص پڑھنے میں لذت حاصل کرتا تھا۔ اب ایک بھاری فیصد تعداد ان لوگوں کی ایسی ہے جو صرف ٹیلیویژن دیکھ کر لذت یابی کرتی ہے اور وہ لوگ جو باہر نہیں نکل سکتے" جو گھروں میں بیٹھتے ہیں اب وہ زیادہ تر پڑھنے کی بجائے ٹیلیویژن کا سوئچ آن کیا اور بیٹھے نظارے دیکھتے رہتے ہیں۔ پھر جس قسم کی ان کی تربیت ٹیلیویژن کرتی ہے وہ اس کے ساتھ ساتھ ہوتی چلی جاتی ہے۔ جو لوگ ادبی ماحول کی پیداوار ہیں ان کے دلوں کی لذت کا مقابلہ اگر آپ ان لوگوں کے دلوں کی لذت سے کریں جو پاپ میوزک کی پیداوار ہیں تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پاپ میوزک والے زیادہ لذت اٹھا رہے ہیں۔ لذتوں کی نوعیت میں فرق پڑ جاتا ہے لیکن جس قسم کا ذوق ہے۔ اُس ذوق کو پورا کرنا ہی دراصل لذت ہے اگر ہماری قومیں بیمار ہو رہی ہیں تو ان کے مذاق کو درست کرنے، ان کے ذوق کو درست کرنے کی طرف توجہ بڑی ضروری ہے۔ اس کے لئے بہت سے اقدامات کیئے جا سکتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ آپ زبردستی ان کے گانے بند کر دیں گے اور گلیوں میں آوازیں بند ہو جائیں گی، اس سے بیماری دور ہو جائے گی یہ پاگل پن ہے۔ چیخیں مارتے ہوئے بیمار کے اوپر آپ لحاف ڈال دیں اور چیخیں آنی بند ہو جائیں اس کو تو علاج نہیں کہا جاتا۔ تکلیف دور کرنا ضروری ہے۔ اس لیے بہتر مذاق پیدا کرنا نہایت اہم کام ہے۔ اس کے لئے میں نے بہت سے ذرائع سوچے ہیں ان کے متعلق (اللہ نے چاہا تو۔ ناقل) میں ہدایتیں جاری کروں گا یہ کام ایسا ہے جو وقت چاہتا ہے لیکن کام شروع بہرحال ہونا چاہیئے۔ یہ ایسا کام ہے جس میں معاشرے کے ہر طبقے تک پہنچ کر اس کے ذوق کی اصلاح اور بہتر ذوق پیدا کر کے اس کے ذوق کی طلب کو پورا کرنے کے سامان کرنا یہ دراصل اصلاحی کارروائی ہے

شعر و ادب کی بات ہو رہی تھی مجھے یاد ہے ایک زمانہ تھا جبکہ قادیان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی شعروں کی کاپیاں بنایا کرتے تھے اور اس زمانے میں ان کاپیوں میں غزلیں لکھنا یا محبت کے اشعار لکھنا اگر جرم نہیں سمجھا جاتا تھا تو رستے سے ذرا ہٹی ہوئی بات ضرور معلوم ہوتی تھی۔ اس لیئے ایسے نوجوان اپنی کاپیاں بعض دفعہ چھپا کے رکھا کرتے تھے کہ بزرگوں کو نظر نہ آجائے کہ ہم نے کیا لکھا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میری کلاس میں بیٹھے ہوئے ایک طالب علم کی ایک کاپی تھی اس کو میں نے دیکھا میرا خیال تھا کہ شائد اس میں کلاس کی باتیں ہوں گی تو اس پر ایک شعر تھا اس کا ایک مصرعہ تھا کہ

ع شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

کہ میں نے کہاں پکڑا جانا تھا لوگوں کو کیا پتہ لگتا کہ میرے دل میں کیا باتیں ہیں لیکن لوگوں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کو جو میرا شعروں کا انتخاب نظر آگیا اس نے مجھے رسوا کر دیا ہے - وہ محفوظ زمانہ تھا یہ حال تھا لیکن ان شعروں میں بھی وہ نوجوان اتنی لذت پاتے تھے اور شعر ان کے ذوق کی تکمیل بھی کیا کرتے تھے کہ اس کے نتیجہ میں سلجھی ہوئی نسلیں پیدا ہوئیں- پھر وہی ذوق تھا جو تبدیل ہو کر حضرت (بانی سلسلہ - ناقل) کے اشعار سے لذت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کر گیا - اگر ادبی ذوق ہی نہیں ہے تو آپ اس کو دوسری طرف اسی قسم کی چیزوں میں منتقل کر نہیں سکتے - جن کو شعر و شاعری کا شوق ہے وہی پھر آخر اعلیٰ درجہ کے لطیف مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں - اور اعلیٰ درجہ کے کلام سے لذت یابی کی صلاحیت رکھتے تھیں چنانچہ بچپن میں ہم بہت سے ایسے نوجوانوں کو جانتے تھے جن کا ابتدائی ذوق صرف دنیاوی شاعروں کے کلام تک محدود تھا لیکن رفتہ رفتہ پھر وہ دینی مضامین کی طرف منتقل ہو گیا ، پھر وہ حضرت (بانی سلسلہ - ناقل) کی کتب کے شیدائی ہو گئے ، آپ کے کلام کے عاشق بن گئے اور رفتہ رفتہ ان کی کیفیت بدلنی شروع ہوئی - سوال یہ ہے کہ وہ چیزیں جو اس زمانے میں جرم دکھائی دیتی تھیں درحقیقت وہ جرم نہیں تھیں بلکہ انسانی فطرت کے ساتھ ایک تعلق رکھنے والی ایسی باتیں تھیں جن کو ہم جدا نہیں کر سکتے -

ادب لطیف کی فطری طلب کو پورا کرنے کا طریق

جس کو ادب لطیف کہتے ہیں اس کے لئے انسانی فطرت میں خدا نے ایک طلب رکھ دی ہے - اگر آپ اس طلب کو پورا نہیں کریں گے اور رستہ بند کریں گے تو پھر یہ کسی اور رخ کو اختیار کرے گی اپنا کوئی اور رستہ بنائے گی جو اس سے بدتر ہو گا - اس لئے ایک طریق مثلاً یہ بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ سختی اور تشدد سے فلمی گانوں کے رجحان کو بند کریں آپ اچھے شعراء کا کلام جو نہایت اعلیٰ درجہ کا ، طبیعتوں پر اثر کرنے والا کلام ہے اس کو بغیر میوزک کے اچھے گانے والوں سے پڑھوا کر ان کے کیسٹ مہیا کریں اور وہ جو بچارے کیسٹ بیچنے والے ہیں ان کی روزی کا بھی خیال کریں ان کو آپ یہ کہہ کر کس طرح گانوں کی فلمیں بیچنے سے روک سکتے ہیں کہ بہت بری بات ہے - آپ کے لئے تو بری بات ہے اس بیچارے نے تو اس سے روٹی بھی کمانا ہے - اس لئے اس کا بھی تو متبادل انتظام ضروری ہے - اس ذوق کی تسکین کرنے کے لئے کوئی اچھی چیز ہو جو اس برے ذوق سے لوگوں کو روک سکے - تو ایسے ایسے اچھے کلام ہیں کلاسیکل ، اگر نہیں تو ہمارے موجودہ زمانے میں بھی بڑے بڑے اچھے شعراء پیدا ہوتے مثلاً فیض احمد فیض ہے - احمد فراز ہے - احمد ندیم قاسمی بہت اچھا لکھنے والے ہیں ان کی مختلف قسم کی نظمیں ہیں - کچھ معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے انہوں نے ایسی نظمیں کہی ہیں جو بظاہر عشق کی باتوں سے شروع ہوتی ہیں اور بالآخر وہ معاشرتی برائیوں کے تجزیے پر جا کر ختم ہوتی ہیں اور بڑے با اثر کلام ہیں - محمد دین تاثیر ہوا کرتے تھے - ان کا بہت اعلیٰ درجہ کا کلام تھا - بہت اچھی اچھی نظمیں ہیں - اور اس دور کے شعراء میں بالعموم آپ دیکھیں گے کہ محبت اور عشق کی باتیں سمو دی گئی ہیں معاشرتی حالات کے ساتھ اور کسی نہ کسی رنگ میں اصلاحی اثر رکھتی ہیں تو ان کی نظمیں ریکارڈ کر کے مہیا کریں اور نوجوانوں میں یہ شوق پیدا کریں کہ فلمی گانوں کی بجائے ان کی طرف متوجہ ہوں - اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کی تفصیل میں یہاں جانے کا وقت نہیں ہے - مگر میرا مطلب یہ ہے کہ تعمیری کام ہیں - تخریب کو آپ تخریب کے ذریعہ ختم نہیں کر سکتے - تخریب کو تعمیری پروگراموں کے ذریعہ آپ ختم کر سکتے ہیں - پھر حضرت (بانی سلسلہ ناقل) کے کلام کو اچھی آواز میں بھروا کر اس کو بھی عام مہیا کرنا ، ایسی ادبی مجالس بنانا جہاں ان نوجوانوں کو بلایا جائے بجائے اس کے کہ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر وقت ضائع کریں ان کو وہاں اگر چائے بھی مہیا کر دی جائے تو شوق سے آئیں گے - وہاں ان کے اندر علم و ادب کی مجالس کا ذوق پیدا کیا جاتے ، رفتہ رفتہ دین کی طرف متوجہ کیا جائے - پھر جہاں تک وڈیوز کا تعلق ہے آپ جانتے ہیں کہ

مغرب میں ایسی اعلیٰ درجہ کی سائنسی اور معلوماتی وڈیو مہیا ہوتی ہیں کہ جن کو دیکھ کر یہ محسوس نہیں ہوتا کہ انسان کوئی پڑھائی کر رہا ہے یا محنت کر رہا ہے بلکہ علم اس طرح آپ کے دل میں داخل ہو رہا ہوتا ہے جیسے ایک پیاسے آدمی کو کوئی بہت ہی اچھا ٹھنڈا میٹھا مشروب ملتا ہو - اس کے ساتھ انہوں نے لذت شامل کر دی - ان قوموں کی جو خرابیاں ہیں ان

خرابیوں سے بھی بعض دفعہ حسن پیدا ہوئے ہیں چونکہ ان لوگوں نے آہستہ آہستہ اپنے آپ کو عیاشی کا عادی بنا لیا ہے اس لئے یہ راز سمجھ گئے ہیں کہ جب تک کسی چیز میں لذت نہ ہو اس وقت تک ہمارے نوجوان اس کو حاصل نہیں کریں گے - چنانچہ انہوں نے علم کو بھی سجا کر پیش کرنا شروع کیا ہوا ہے - اوپن یونیورسٹی کے پروگرام آپ دیکھیں وہ سارے پروگرام ویسے تو تعلیمی اور تدریسی ہیں مگر نہایت دلچسپ اور سوائے اس کے کہ وقت کی مجبوری ہو ایک دفعہ انسان اس کو شروع کر دے تو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا - ربوہ یا پاکستان کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدیوں کو ان کی طرف مائل کیوں نہیں کرتے - نظام جماعت کا کام ہے ایسی چیزیں باہر سے منگوائے - ساری دنیا میں جماعت موجود ہے - اگر جاپان میں مہیا ہوتی ہیں تو ان کے ترجمے کروا کر Dubbing کروائی جائے اور ایسی اچھی اچھی وڈیو نہ مہیا کی جائیں جو کرائے پہ لیتے ہیں - اگر آپ مفت نہیں دے سکتے تو کم کرائے پر ان کو دے سکتے ہیں - یا ایسے مراکز قائم کر سکتے ہیں جہاں کئی کئی گھنٹے روزانہ شام کو یا دوپہر کو یا چھٹیوں میں دن بھر ایسے پروگرام چل رہے ہیں اور نوجوان آئیں اور بغیر کسی خرچ کے آ کے بیٹھ کے ان سے لذت یاب ہوں وہاں ایسے اساتذہ بھی ہوں جو سمجھائیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے - مثلاً یہ جو فلمیں ہیں سمندر کی زندگی کی اور پرندوں کی زندگی ، حیوانات کی مختلف شکلیں آکو سسٹم (ACH O SYS-TEM) ہے دنیا میں وہ کس طرح چل رہا ہے - کائنات کیا چیز ہے ؟ ان سب امور پر اتنی دلچسپ وڈیوز موجود ہیں کہ اگر آپ یہ جائزہ لیں تو آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ علمی وڈیوز جو پاپ میوزک کی وڈیوز ہیں ان سے زیادہ دنیا میں فروخت ہوئی ہیں اب کال سیگون ہیں جنہوں نے یونیورس UNIVERSE کے اوپر فلمیں بنائی تھیں ایک بڑے بھاری نوبل انعام یافتہ سائنسدان ہیں ان کی مدد سے کسی وڈیو کمپنی نے وڈیوز بنائیں اور انہوں نے بیسٹ سیلرز کا ساری دنیا کا ریکارڈ توڑ دیا اس لئے نہیں کہ لوگوں کو علم کا زیادہ شوق تھا اس لئے کہ نہایت ہی دلچسپ طریق پر وہ معلومات پیش کی گئی تھیں اور دیکھتے دیکھتے وہ کال سیگون بھی جس کا اس میں خفیف سا حصہ تھا لکھوکھا ڈالر یا شاید اس سے بھی زیادہ کما گئے

عقل سے کام لینا چاہیئے - لذت پانے کی خواہش کو کچل کر کس طرح آپ بدیوں کو دور کر سکتے ہیں - یہ خدا سے ٹکرانے والی بات ہے - خدا نے فطرت میں جو تمنائیں پیدا کی ہیں کوئی دنیا کی طاقت ان کو کچل نہیں سکتی - کوئی ان کو جڑوں سے اکھیڑ کے نہیں پھینک سکتی ان تمناؤں کا رخ بدلا جا سکتا ہے - ان تمناؤں کا ذوق تبدیل کیا جا سکتا ہے - بہتر ذوق ان کو عطا کیا جا سکتا ہے اور جب آپ بہتر ذوق عطا کرتے ہیں تو اس کے لئے جو لوازمات ہیں وہ پورے کرنے ہوں گے - تو ایسی علمی مجالس کو فروغ دیا جا سکتا ہے - پرانے زمانے میں قادیان میں مجالس ارشاد ہوا کرتی تھیں تو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ لوگ شامل ہوتے تھے (بیت - ناقل) مبارک میں ہوتی تھی تو ارد گرد کے سارے محلوں سے لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے (بیت - ناقل) اقصیٰ میں ہوتی تھی تو وہاں بڑے جوش و ذوق کے ساتھ لوگ جایا کرتے تھے اور وہاں صرف دلچسپ معلوماتی تقریریں یا نظمیں وغیرہ پڑھی جاتی تھیں - آج اگر جلسوں پر لوگوں کو بلائیں تو لوگ حاضر ہی نہیں ہوتے ، وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں یہ ذوق تھا کہ ان چیزوں سے لوگ لذت حاصل کر سکتے تھے - اب وہ ذوق مٹ چکے ہیں اور CRUDE ہو گئے ہیں یعنی ان کی سطح نیچی ہو گئی ہے - زمین کے قریب تر ہو گئے ہیں بجائے آسمان کی طرف بلند ہونے کے - اس پہلو سے اور بھی بہت سے پروگرام ہیں - مگر وقت کی رعایت سے میں ان کی تفصیل آپ کے سامنے نہیں رکھنا چاہتا لیکن (اللہ نے چاہا تو - ناقل) انتظامیہ کو ایسی ہدائتیں جاری کی جائیں گی -

دل گداختہ کے بغیر معاشرہ کی اصلاح ممکن نہیں

آخری بات پھر میں یہی کہوں گا کہ دل گداختہ پیدا کیئے بغیر یعنی وہ دل جو غیر کی تکلیف محسوس کرتا ہے اس کے بغیر آپ معاشرہ کی اصلاح نہیں کر سکتے اور یہ دل گداختہ اپنوں اور غیروں میں فرق نہیں کیا کرتا - آپ صرف اپنوں کے لئے دل میں ان باتوں کا دکھ محسوس نہ کریں بلکہ غیروں کے لئے بھی کریں - ان نوجوانوں کو جن کی آپ اصلاح کرتے ہیں ان کو ساتھ لیکر کبھی نکلیں اور سوسائٹی کے دوسرے دکھے ہوئے حصوں کا جا کر ان کو نظارہ کروائیں ان کی خدمت کا جذبہ ان کے اندر پیدا کریں یہ بھی ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی لذت ہے - جس کو یہ ذوق عطا ہو جائے وہ بعض دفعہ باقی سب لذتوں سے بے نیاز ہو جایا کرتا ہے - اس لئے بڑی حکمت کے ساتھ رفتہ رفتہ آگے قدم بڑھانے پڑیں گے - یہ وہ لوگ ہیں جو آئندہ احمدیت کا مستقبل ہیں - ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ کر ضائع نہ کریں - ان کو غم اور دکھ کی نگاہ سے دیکھیں ، ان کو پیار کی نظر سے دیکھیں ، ان کو اپنے ساتھ لگانے کی کوشش کریں - پھر وہ لوگ جو ان کو اڈے مہیا کرتے ہیں ان سے ملیں ، ان کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سمجھائیں ، ان کو بتائیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کہ تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔ ان کے بگڑے ہوئے مزاجوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو بجائے اس کے کہ ان کے بگڑے ہوئے مزاجوں کو بدتر کرنے میں ان کی مدد کرو۔ پس یہ سارے امور ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ انہیں انجام دینے کی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بنیادی طور پر صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں خدا کی خاطر کرتے ہیں اور جب ہماری نیتیں خدا کی خاطر ہیں ہم واقعۃً نیکی کو پنپتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس کو نشوونما دینا چاہتے ہیں اور نیتیں ہماری صاف ہیں تو پھر دعا کے ذریعہ حکمت کے ذریعہ، صبر کے ذریعہ اگر ہم آگے بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اس کی ضرور توفیق ملے گی۔

میں نے بار بار ربوہ کے حوالے دئیے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ربوہ کی دوری کی وجہ سے مجھے شدید فکر رہتی ہے کہ ربوہ میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ مرکز فی الحقیقت تو (امام جماعت۔ ناقل) کے ساتھ ہی گھومتا ہے لیکن جو انتظامیہ مرکز ہے وہ بہرحال ربوہ میں ہے۔ ربوہ کے اوپر اگر خدانخواستہ برائیوں نے حملہ کر دیا اور وہاں کی ہماری نوجوان نسلیں خراب ہوئیں تو اس کا ساری دنیا کی احمدی جماعتوں پر برا اثر پڑے گا۔ اس لئے یہ مقام بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ مَیں نے خاص طور پر بار بار اس کا ذکر اس لئے کیا ہے مگر یہ مراد نہیں ہے کہ انگلستان کی جماعت ان برائیوں سے محفوظ ہے یا جرمنی کی جماعت ان برائیوں سے محفوظ ہے امریکہ کی جماعت ان برائیوں سے محفوظ ہے۔ یہ برائیاں جتنی ربوہ میں پائی جاتی ہیں وہاں کے ممالک میں اس سے زیادہ پائی جاتی ہیں لیکن اگر ربوہ والی برائیاں صرف یہاں پائی جائیں تو آپ کو برائی دکھائی نہیں دے گی۔ کیونکہ آپ دوسرے معاشرے میں رہ رہے ہیں۔ یہاں آپ سمجھیں گے بڑے ہی شریف نوجوان ہیں۔ وہ صرف گانے سنتا ہے باہر نہیں نکلتا، ڈانس کرنے نہیں جاتا، شراب نہیں پیتا، وہ اور کئی قسم کے بدکام نہیں کر رہا، ڈرگ کا عادی نہیں ہے تو آپ تو اس کو بڑا متقی اور بزرگ سمجھ رہے ہوں گے۔ حالانکہ بیچارے کو وہاں نہایت ہی ذلیل و رسوا اور گندا انسان سمجھا جاتا ہے تو معاشرے کے فرق کے ساتھ برائیوں کے تصور بھی بدل جاتے ہیں۔ آپ کو اور قسم کے خطرات ہیں امریکہ کو اور قسم کے خطرات ہیں ہر ملک میں یہ خطرات بہرحال ہیں اور ساری دنیا کی جماعتوں کی انتظامیہ کو ان خطرات کا تجزیہ کر کے حسب حال مناسب کارروائیوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

دعاؤں کے ذریعہ اصلاحی کوششوں کو بارآور کریں

ان سارے امور کے ساتھ دعا کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ میں پھر بھی یاد کرواؤں گا۔ خصوصیت سے اس کا ذکر آخر پہ کروں گا لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہماری کوئی کوشش بھی برکت حاصل نہیں کر سکتی جب تک دعا کے ذریعہ ہم ان کوششوں کو سیراب نہ کریں۔ ہماری کوششیں شجرۂ طیبہ ہیں اور ہر درخت پانی کا محتاج ہوتا ہے جو دعا کے ذریعہ میسر آیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس عظیم جدوجہد کا ہم حق ادا کر سکیں۔ ابھی ہمیں بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آئندہ خطبے میں تو نہیں کیونکہ آئندہ خطبے میں تو خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کا ذکر ہوگا۔ اس کے بعد (اللہ نے چاہا تو۔ ناقل) حسب توفیق اس مضمون کو آگے بڑھا کر آپ کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ اگلی صدی جس میں ہم نے داخل ہونا ہے اس میں دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور کام ہم نے بہت زیادہ کرنے ہیں۔ بہت سی ایسی برائیاں ہیں جو ابھی تک ہمارے ساتھ چمٹی ہوئی ہیں ان کو جسم سے اتار پھینکے بغیر اپنے آپ کو ہلکا کئے بغیر، صاف ستھرا اور پاکیزہ بنائے بغیر اگر ہم اگلی صدی میں داخل ہوں گے تو پھر اگلی صدی کے پرلے کنارے پہ جو برائیاں ظاہر ہوں گی۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس عظیم کام کا حق ادا کر سکیں۔"

(نمازیں جمع ہوں گی اور جب تک سردیوں کے اوقات ہیں جن میں جمعہ کا وقت اختتام، عصر سے مل جاتا ہے اس وقت تک جمعہ کے ساتھ حسب سابق نماز عصر جمع ہوا کرے گی بار بار اس کے اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہوگا پھر میں دوبارہ اعلان کر دوں گا کہ اب عصر کی نماز آئندہ سے جمعہ سے الگ ہوا کرے گی۔)

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں : (مینیجر)

خارش خشک ہو یا تر صرف تین یوم میں آرام
فون ۹۰۵
نصرت دواخانہ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات
68 5511
پوسٹ کوڈ ۷۵۹۰۰
الکریم جیولرز
بازار فیصل۔ کریم آباد (اپچورنگی) کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

حنیف ہومیو پیتھک کلینک
۱۷۶۔ بنک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
اب صبح شام کھلا رہتا ہے
اوقات مشورہ ہفتہ تا جمعرات ۱۰ بجے صبح تا ½۱۲ بجے ۵ بجے شام تا ½۸ بجے شب
بروز جمعہ تعطیل ہوگی
خاکسار ہومیو پیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

ہر قسم کے
ایئر کنڈیشنرز
ریفریجریٹرز
ڈیپ فریزرز
خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
پیسیفک الیکٹرانکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور
فون: 57309۔ 223228

القیصر نفیس زری ٹیلرز
احمدیہ مارکیٹ۔ گولبازار ربوہ
برقعہ۔ سوٹ۔ ساڑھیاں۔ دوپٹے
غرارہ سیٹ۔ میکسی۔ سلمہ ستارہ
کشیدہ کاری اور کڑھائی کا مرکز

نرینہ اولاد سے محروم ٭ بے اولاد ٭ اٹھراء ٭ سوکھا ٭ گرمی ٭ گیس کا علاج کرنے والے
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون نمبر ۰۴۳۱-۷۴۸۴۴، ۶۴۹۷

برانچیں
فون ۹۰۶ اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ
چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس نمبر ۴۹۸
فون نمبر ۰۶۱-۳۱-۲۶
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت ۱۴/-

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت ۶/-

تریاق معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت ۱۴/-

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت ۱۵/-

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵/-

اکسیر پائیوریا
خون اور پیپ کو روکتا ہے
قیمت ۱۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
فون ۶۳۴
گولبازار ربوہ پوسٹ بکس نمبر ۶

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لیے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرمالینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ انکا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں

(مینجر الفضل)

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم
(حکومت پنجاب سے منظور شدہ)
• مجید بلاک کی خریداری کیلئے ہم سے رجوع کریں
• ہمیں دار الصدر، دار الرحمت اور ناصر آباد میں خالی پلاٹ فوری طور پر درکار ہیں فروخت کرنے کے خواہشمند ہم سے رابطہ کریں • زرعی وسکنی جائیداد کی خرید وفروخت کیلئے ربوہ کا سب سے پہلا اور با اعتماد ادارہ
احمد اسٹیٹس (رجسٹرڈ) ربوہ
فون دفتر: ۵۳۵

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ
با رعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔
مقبول پیپر مارٹ
گنپت روڈ لاہور
فون ۶۳۸۴۹ / ۵۲۶۶۲
رہائش: سی۔ ۱۰۹ ماڈل ٹاؤن ۸۵۸۹۱۱
پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی

جدید نسخہ جات کے سیمپلز اور لٹریچر
ڈاکٹرز (ایم بی بی ایس) ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور حکیم حضرات کیلئے خط آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون: سیلز آفس ۱۷۱ : کلینک ۶۰۶ : رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

ہر قسم کا مال خریدنے کیلئے
گلشن بیکری
پر تشریف لائیں۔ نزد ایوانِ محمود ربوہ

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الحرم جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد
کراچی
فون: ۶۲۹۴۴۳
پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز
سابق پارٹنر: الرؤف جیولرز

نیا اضافہ
ٹیلیویژن کے علاوہ اب
ریفریجریٹر بھی
نت نئے ماڈل میں
کمپنی کے مقرر کردہ قیمت پر
بعد از فروخت سروس کی ضمانت کیساتھ
سالہا سال سے خدمت میں کوشاں
احمدیہ ماڈرن سٹور
گولبازار ربوہ

دانت مت نکلوائیے
دانت اچھے تو صحت اچھی
دانت درد کا فوری علاج۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنے اور مسوڑھوں سے خون آنے کا علاج کیا جاتا ہے
• ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کیے جاتے ہیں
• دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
شریف ڈینٹل کلینک
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: ۵۴۳

پرانی ضدی اور پیچیدہ امراض
کا خالص جرمن ادویات سے کامیاب علاج۔ خود ملیں یا ڈاک سے ہومیو ڈاکٹر سید عبد الرحمن دوا منگوائیں
D.H.M.S/R.H.M.P
شاہ ہومیوپیتھک سٹور
رحمت بازار ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھرا کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
ہیڈ آفس، چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۲۲۲ فون: ۳۹۹۷
حکیم نظام جان صاحب کے فرزند حکیم انوار احمد جان
ہر ماہ کی
• ۵۔ ۶۔ ۷ تاریخ کو کوٹھی نمبر ۱ دار العلوم غربی ربوہ • ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
• ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ یو بی ایل بالائی منزل لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹
اور • ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں۔
ہر جگہ خواتین کے لیے معائنہ کا انتظام ہے۔
منیجر
دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ فون: ۵۵۸